ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج

سید محمد معاویہ بخاری

دنیا میں عزت وعظمت کے بام عروج تک پہنچنے کا بے عیب طریقۂ کار کیا ہے؟ وہ کون سا نظام عافیت پناہ ہے جو بنی نوع انسانیت کو بالعموم اور اہل اسلام کو بالخصوص امن وحفاظت کے ساتھ زندگی بسر ہونے کی ضمانت فراہم کرتا ہے؟ وہ کون سے رہنما اصول ہیں جن پر کاربند ہوجانے سے ظلم وزیادتی کا سدِ باب کیا جاسکتا ہے اور استحصالی قوتوں کے پنجۂ استبداد سے مظلوموں کو رہائی دلائی جاسکتی ہے۔ ان کے بنیادی اور فطری حقوق واگزار کرائے جاسکتے ہیں؟ وہ کون سا نظامِ عدل ہے جو انسانوں کی پامال شدہ اکثریت کو عیاش ومسرف اقلیت کی بے عدلی سے تحفظ مہیا کرسکتا ہے؟ عہدِ حاضر کی زنگ آلود مجموعی دانش انہی سوالات میں الجھی ہوئی ہے۔ اُسے کوئی مستقیم راستہ سجھائی نہیں دے رہا۔ اس کے پاس کسی سوال کا تشفی آمیز جواب موجود نہیں ہے۔ حاملین عقل ودانش کے افلاس کا یہ منظر نامہ نیا ہرگز نہیں بلکہ ماضی کے اُس دورِ نامسعود کی وہ شرمناک تمثیل ہے جس پر کبھی فخر نہیں کیا جاسکتا۔ عقل مندوں کا یہ تزویری فلسفہ کہ انسان کی فوز وفلاح کا دارومدار ''خلاّقِ عالم'' کی فرمانبرداری کے بجائے صرف اور صرف ان کی عقلی اختراعات پر ہی موقوف ہے، بری طرح ناکام ونامراد ہوچکا۔ آج بلکتی، سسکتی انسانیت کا احوال کھلی آنکھوں دیکھنے کے بعد بھی ہم اس حقیقت کا اعتراف نہ کریں تو یہ ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی ہے کہ وجودِ انسانیت پر جتنے گہرے اور مہلک گھاؤ دکھائی دیتے ہیں، وہ عقلی تدبیروں نے ہی لگائے ہیں۔ ہم بلاتردد کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت دنیا کا نظام ''اطاعت گزار عقل مندوں'' کے ہاتھوں سے نکل کر سرکش وظالم ''عقل پسندوں'' کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے۔ وہ سرکش جو ہمیشہ سے ابلیس کے ہرکارے اور اس کے مطیع وفرمانبردار چلے آتے ہیں۔ جن کا منشور ودستور اوّل تا آخر یہی ہے کہ تمام وسائل حیات صرف ایک مسرف وعیاش اقلیت کی ملکیت میں رہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک وسائل کا بہاؤ اپنی تجوریوں کے نشیب تک پہنچانے کے لیے ظلم وعدوان کا ہر طریقہ اختیار کرلینا درست عمل ہے۔

ہم اس عہد میں جی رہے ہیں جسے گلوبلائزیشن کی اصطلاح سے موسوم کیا جارہا ہے۔ یہ اصطلاح سرمایہ دارانہ نظام کی وہ اوٹ ہے جسے بطور کمین گاہ کے استعمال کرتے ہوئے عالمی سرمایہ دار دنیا بھر کی امیر وغریب مملکتوں پر حملہ آور ہورہا ہے۔ ان کی معیشتوں کو تلپٹ کررہا ہے۔ جمہوریتوں کے قیام اور اقتصادی ترقی کے نام پر لوٹ مار اور دہشت گردی کی مختلف جہتیں متعارف کرائی جارہی ہیں اور خطرناک بات یہ ہے کہ پاکستان جیسے ترقی پذیر اسلامی ممالک بالخصوص اس کی زد میں آرہے ہیں

۔چنانچہ عوامی سطح پر اس کے جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں وہ انتہائی تشویشناک ہیں۔عالمی سطح پر جمہوری نظام کے زیر سایہ گزشتہ تیس برسوں کے دوران کیے گئے اقدامات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ پرائیویٹائزیشن ،لبرل لائزیشن کے ہتھیاروں سے ملک وقوم کو جس نام نہاد اقتصادی ترقی کے سرابوں کے تعاقب میں دوڑایا جارہا ہے یہ اُسی کے ثمرات ہیں کہ ایک طرف بتدریج سرمائے کا اختیار چند افراد کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے تو دوسری طرف عوام الناس کو معاشی ترقی کے پرفریب دام میں الجھا کر راتوں رات سب کچھ سمیٹ لینے کی حرص وہوس میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔سابقہ ادوار میں یہ کھیل جس مہارت سے کھیلا گیا آج اس کے ثمرات یوں نکل رہے ہیں کہ لوگ حصولِ رزق کی جدوجہد میں ان تمام اخلاقیات سے بری الذمہ ہو گئے ہیں جو بہرحال معاشرہ میں توازن کی فضا کسی نہ کسی طور برقرار رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

صورت حال یہ ہے کہ اب ہر شخص انفرادی زندگی بہتر بنا لینے پر کمربستہ ہے۔کیوں کہ عمومی تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ اخلاقی اقدار اس کے ہاتھ باندھتی ہیں اور اسے تمام سماجی رشتوں کے لیے ایثار وقربانی کے ساتھ معاملہ کرنے کی پابندی عائد کرتی ہیں جب کہ سرمایہ دارانہ نظام اپنے بہیمانہ وصف کے ذریعے ایک متحدہ دیندار اور حامل اخلاق معاشرتی اکائی کا شیرازہ بکھیرتا ہے۔معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوجاتا۔بلکہ اسی ٹوٹتی بکھرتی اور منتشر زندگی کے اثرات پھر ہر سطح پر نمودار ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔اور جس کا مشاہدہ عہدِ حاضر میں بخوبی کیا جاسکتا ہے۔میدان مذہب کا ہو یا سیاست کا، تعلیم کا ہو یا معیشت کا، سماجی اخلاقیات وروایات کا ہو، یا عدل وانصاف اور صحت عامہ کا۔ہر شعبۂ زندگی سے وابستہ افراد بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنی اپنی جگہ پر نہ صرف متاثر ہیں بلکہ ان کے رویوں میں بھی سرمایہ دارانہ ''نظامِ بے عدل'' کی بے لحاظ پیروی کے نتیجہ میں کئی عملی تبدیلیاں رونما ہوچکی ہیں۔ایسے میں کیا کیا جائے کہ ہم اپنے بکھرتے ہوئے شیرازہ کو مزید بکھرنے سے بچاسکیں؟

اس وقت یہی ایک سوال سب سے بڑا اور اہم ہے۔حاملین اسلام کے لیے اس سوال کا جواب تلاش کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ ان کے پاس کتاب ہدایت قرآن مجید جیسی انمول نعمت موجود ہے۔جس میں بڑے واضح طور پر اہل کفر کے طور طریقوں سے اہل اسلام کو باخبر کیا جاچکا ہے۔اور یہ پندرہ صدیوں قبل ظہور پذیر ہوا۔قرآن مجید نے اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ اہل ایمان اور اہل کفر کی زندگی کا دائرہ کار بالکل الگ الگ ہے۔دولت،اقتدار،ظلم ،بے عدلی،ہمہ قسم کی فواحش ومنکرات،حرص وہوس،بے رحمی اور خودغرضی اہل کفر کا وطیرہ ہے۔ان کا مقصودِ حیات ہے۔ان کے بنائے ہوئے عقلی نظام کی بنیادی خامیاں انھی عوامل سے ظاہر ہوتی ہیں۔لہٰذا ان کا مقابلہ مذکورہ خصائل پیدا کر کے نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس طرزِ عمل کو اختیار کرنے سے اہل ایمان کبھی فوز وفلاح کی منزل تک پہنچ سکیں گے۔قرآن مجید کے فرمان کے مطابق ''نہیں راضی ہوسکتے یہود ونصاریٰ تم سے' جب تک کہ تم اُن جیسے نہ ہوجاؤ۔اور یہ بھی کوئی حتمی بات نہیں کہ تم ان جیسے بن جاؤ تو وہ تم پر اعتماد کرنے لگیں اور یہ بات بھی محض بے ثبات گمان کی ہے۔اصل حقیقت یہ ہے کہ اہل کفر (یہود ونصاریٰ ہوں یا مجوس وہنود) تمہارے دوست ہو ہی نہیں سکتے۔تم نہ تو ان کا طرزِ زندگی اختیار کرو اور نہ ہی ان سے دوستیاں بڑھاؤ۔ورنہ ہوگا یہ کہ تمہیں اور تمہارے احوال کو انھی کے سپرد کر دیا جائے گا۔''اہل کفر'' جنھیں بطور آزمائش اللہ نے

صرف دنیاوی معاملات میں سے کچھ پر اختیار دے رکھا ہے تم ان سے دنیاوی معاملات میں خواہ وہ اقتدار کے ہوں یا معیشت کے، تہذیب وثقافت کے ہوں یا نظامِ عدل کے جیت نہیں سکتے ۔ اور ان کا طریق حیات اختیار کرنے سے تمہیں نقصان یہ ہوگا کہ ایک طرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے جرم عظیم کے مرتکب ہوکر آخرت برباد کرلو گے تو دوسری طرف اللہ کی طرف سے تمہاری سزا یہ ہوگی کہ تمہیں انھی کفار کی ذلت آمیز غلامی کے شکنجہ میں کس دیا جائے گا۔

قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں بیان کیا: ''جس نے میری یاد سے غفلت برتی ، میرے احکام سے روگردانی کی میں ان کی معیشت تنگ کر دوں گا۔'' یعنی جن چیزوں پر تم فخر کرتے ہو اور جن پر تمہارے رزق کا انحصار ہے انھیں اہل کفر کے تسلط میں دے دیا جائے گا اور اہل کفر اپنے دائمی بغض وعناد کے تحت تمہیں ذلیل ورسوا کر کے صرف جینے لائق روزینہ فراہم کرتے رہیں گے اور کبھی اس سے بھی انکار کر دیں گے۔ قرآن مجید ہی یہ بیان کرتا ہے کہ اہل ایمان کے لیے زندگی کا دائرہ کار صرف اقتصادی ترقی تک محدود نہیں بلکہ ہمہ جہت ہے ۔ اس میں سب اہم اور بنیادی چیز جو مقرر کی گئی ہے، وہ ہے سب کچھ عطا کرنے والے کی غیر مشروط اور یک طرفہ اطاعت ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ۔ ایسی اطاعت جس میں کسی دوسرے کا کوئی عمل دخل نہ ہو اور جو مالک کائنات حق تعالیٰ شانہ اور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہی خالص ہو۔ آج ایک تکرار کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ ہم دنیا میں عزت وعظمت کے ساتھ اس وقت تک کھڑے نہیں ہو سکتے ۔ جب تک ہماری معیشت مضبوط تر نہ ہو جائے ۔ گویا ہم نے اپنی مجموعی ترقی وکامیابی کا منبع صرف اور صرف اقتصادیات کو قرار دے رکھا ہے ۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تیس پاروں میں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لاکھوں فرمودات (مجموعۂ احادیث) میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اہل ایمان اگر کفار کی طرح اپنی معیشت مضبوط کر لیں گے تو انھیں دنیا پر غلبہ عطا کر دیا جائے گا۔ انھیں عزت وعظمت عطا کر دی جائے گی۔ بلکہ ارشاد ہوا تو یہ کہ'' اہل ایمان تو وہ ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے جتنا کچھ انھیں دے رکھا ہے وہ صرف اپنے تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اپنے مال کو اللہ کے حکم کے مطابق اطراف میں بستے معاشرہ کے ضرورت مندوں پر بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ اور ان کے اس عمل کے سبب اللہ ان کے رزق میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔ مزید فرمایا کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ تم جنت میں چلے جاؤ ۔ جب تک کہ تم اپنی محبوب ترین چیزیں اللہ کے راستے میں خرچ نہ کر دو۔ مزید فرمایا: مؤمن لوگ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے ہیں ۔ وہ مال سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے محبت رکھتے ہیں۔ اور یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تمہیں مال کی محبت اپنے مالک کے احکامات بھلا دے۔ اگر ایسا کرو گے تو دنیا وآخرت کی تباہی میں جا پڑو گے۔

قرآن مجید نے فیصلہ کر دیا کہ اگر تم اللہ پر ایمان رکھنے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے دعوے دار ہو تو پھر یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اہل اسلام کی زندگی کا دائرہ کار، ان کا نظامِ حکومت، نظامِ معیشت، نظامِ تعلیم اور نظامِ عدل، کفار سے قطعاً مختلف ہوگا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ دنیا کی چند عارضی نعمتیں، چند سائنسی انکشافات، چند عقلی کلیے اور مادہ کو معبود بنانے والوں کی ظاہری چکا چوند تمہیں اس غلط فہمی میں مبتلا کر دے کہ شاید دائمی کامیابی وکامرانی کا راستہ اہل کفر کی

اطاعت کر لینے میں ہی ہے۔ یاد رکھو! اللہ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اہل ایمان کو اہل کفر کی مماثلت اختیار کرنے سے کبھی عزت نہیں دے گا۔ قرآن مجید کے مطابق: ”اللہ وعدہ کرتا ہے اہل ایمان سے کہ اگر وہ اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ اچھے اعمال کرتے رہے تو (اللہ) انھیں زمین پر حاکم بنادے گا“ یعنی اللہ کے نزدیک اہل ایمان کا اقتصادی ترقی کے جنون میں حرام وحلال کی حدود پھلانگ جانا ظلم وزیادتی میں مبتلا ہوجانا اور حرص وہوس کی راہ اختیار کر لینا قابل تعزیر جرم ہے اور اللہ نے یہ بھی وضاحت فرمادی کہ رزق تو تمہیں ہم دیتے آئے ہیں اور آئندہ بھی ہم ہی دیں گے۔ تم صرف اس کے لیے میرے بنائے ہوئے قانون وضابطہ کے مطابق جدوجہد کرنے کی کوشش کرو اور ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ اقتصاد ومعاد میں سربلندی بھی تمہیں اللہ ہی دے گا اور دنیا میں عزت وعظمت کا تاج بھی تمہارے سر پر وہی سجادے گا۔ لیکن اس کے لیے اوّلین شرط اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور اچھے اعمال ہیں نہ کہ پرائیویٹائزیشن، لبرلائزیشن اور عالمی سرمایہ داروں کے پھیلائے ہوئے دوسرے ظالمانہ ہتھکنڈے:

ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج
سب سوالات کے حل اس کے جوابوں میں ملیں

☆☆☆

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ اکثر قارئین کا سالانہ چندہ دسمبر ۲۰۰۷ء میں ختم ہو چکا ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ۱۵۰ روپے ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔ (سرکولیشن منیجر)

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
27 دسمبر 2007ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دار بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961